الطبقات الکبریٰ میں امام ابن سعد کا رواۃ پر تنقید کے اسلوب کا جائزہ

Review of the Method adopted by Imām Ibn Sa'd for Critical Assessment of Narrators of Ḥadīth in *al-Ṭabaqāt al Kubrā*

محمد سعید شفیق*

محمد طاہر**

Abstract

Imām Muḥammad b. Sa'd al-Baghdādi (168-230 AH) is famous as an expert of the science of rijāl (transmitters of ḥadīth), geneology (ansāb) and Islamic history. Of special significance is his monumental biographical dictionary al-Ṭabaqāt al-Kubrā which contains information about life of the Prophet (PBUH), his copmanions (the ṣaḥāba) and the generation after them (the tābi'ūn). One of the prominent features of this work is that it mentions chains of authorities for each recorded narration. This enables the reader to judge for himself the authenticity or otherwise of a particular narration by determining the trustworthiness of the narrators mentioned in the chain (sanad). The present paper critically examines the method adopted by Ibn Sa'd for verification of ḥadīth transmitters along with opinions of scholars about the book.

علوم حدیث کی اصطلاح میں "رجال" حدیث کی روایت کرنے والے ان اشخاص کو کہا جاتا ہے۔ جن کے توسط سے حدیث ہم تک پہنچی ہے اور اس فن کو "علم الرجال" کہا جاتا ہے۔ جس میں ان اشخاص کے نام کنیت، لقب، حسب و نسب، اساتذہ، تلامذہ، رحلات علمیہ، دینی و اخلاقی حالات اور تاریخ وفات وغیرہ کا مفصل ذکر ہوتا ہے۔ علوم حدیث کا مطالعہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ نقد حدیث کے زیادہ تر قواعد "رجال" سے متعلق ہیں بلکہ حدیث کی صحت وضعف کا دارومدار بھی رجال (راویوں) پر ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ "صحیح حدیث" کے لیے علماء نے جن پانچ شرائط کا ذکر کیا ہے ان میں سے چار بلاواسطہ رجال سے متعلق ہیں، یعنی اتصال سند، عدالت، ضبط اور عدم شذوذ اور پانچویں شرط یعنی عدم علت بھی بالواسطہ رجال سے تعلق رکھتی ہے۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ "علم الرجال" علوم حدیث میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور حدیث کی صحیح معرفت اس کے بغیر ممکن نہیں۔

تیسری صدی ہجری کی آمد سے ہی "علم الرجال" باضابطہ ایک فن کی شکل اختیار کر گیا، جس کے اصول و ضوابط کی تفصیلات سینکڑوں کتابوں کے ہزاروں صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں۔ نیز حفاظت حدیث کے پیش نظر جب راویان حدیث کی جانچ پڑتال شروع ہوئی تو اس سے ان کے عہد اور ان کے معاصرت کی تلاش شروع ہوئی، اس طرح **"علم الطبقات"** وجود میں آیا۔

*پی ایچ۔ڈی محقق، شعبہ علوم اسلامیہ، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

**پی ایچ۔ڈی محقق، شعبہ علوم اسلامیہ، مالاکنڈ یونیورسٹی، دیر

علوم حدیث کی اصطلاح میں طبقاتِ رجال کا موضوع انتہائی وسیع اور ہمہ گیر ہے اور ہر دور میں محدثین کرام نے اس موضوع پر علمی مواد اکٹھا کیا ہے اور نہایت علمی انداز میں اس فن کی کتابوں کو ترتیب دیا ہے اور یہی وہ علمی اور تحقیقی ورثہ ہے جس کی روشنی میں سنت کا صحیح اور حقیقی چہرہ نمودار ہوتا ہے۔ حدیث کے استناد میں طبقات رجال کی معرفت اہم کردار ادا کرتی ہے، اس کے ذریعہ نقد اسناد اور نقد حدیث کا کام لیا جاتا ہے۔ طبقات رجال کا علم رکھنے سے حدیث کے اندر ارسال، انقطاع، اعضال اور تدلیس کا پتہ لگایا جا سکتا ہے اور رواۃ کے یکساں ہونے کی صورت میں ان میں تمیز کی جاسکتی ہے۔ طبقات کے علم کی بنیاد پر راوی کے شیوخ اور تلامذہ کی تحدید کی جاسکتی ہے اور یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ راوی کا تعلق صحابہ سے ہے، تابعین سے یا تبع تابعین سے، تاکہ اس کی روایت پر حکم لگانے میں آسانی ہو۔

طبقہ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف:

قرآن مجید میں لفظ "طبقہ" مستعمل نہیں ہے البتہ "طبق" اور "طباق" دو الفاظ وارد ہیں، پہلی آیت سورہ ملک کی ہے:

الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا[1]

اور دوسری آیت سورہ انشقاق کی ہے:

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ[2]

اصحاب لغت نے طبقہ کو اسی مادہ کے تحت ذکر کیا ہے اور اس کے معنی و مفہوم کی وضاحت کی ہے۔

''طَبَقٌ مِنَ الناس: أي جماعةٌ ، والمطابقة: الموافقة ، وطَبَقَاتُ النَّاسِ: مَرَاتِبُهُمْ''[3]

''طبقہ کا لغوی معنی ہے جماعت ، اسی سے لفظ مطابقت ماخوذ ہے جس کا معنی ہے موافقت اور طبقات الناس کا مطلب ہے لوگوں کے مراتب''

علامہ ابن منظور افریقی [4] لکھتے ہیں:

''الطَّبَق الجماعة من الناس يَعْدِلون جماعةً مثلهم ''[5]

''طبقہ لوگوں کی اس جماعت کو کہتے ہیں جو ہم مثل ہو''

طبقہ کا اطلاق ان لوگوں پر کیا جاتا ہے جن کی عمر یکساں ہو اور وہ اپنے اساتذہ سے بھی حصول علم اور استفادہ میں باہم یکساں ہوں، حافظ سخاوی [6] لکھتے ہیں:

''اَلطَّبَقَاتُ جَمْعُ طَبَقَةٍ ; وَهِيَ فِي اللُّغَةِ: الْقَوْمُ الْمُتَشَابِهُونَ، (وَتُعْرَفُ) فِي الِاصْطِلَاحِ، (بِالسِّنِّ) أَيْ: بِاشْتِرَاكِ الْمُتَعَاصِرِينَ فِي السِّنِّ وَلَوْ تَقْرِيبًا (وَ) بِـ (الْأَخْذِ) عَنِ الْمَشَايِخِ، وَرُبَّمَا اكْتَفَوْا بِالِاشْتِرَاكِ فِي التَّلَاقِي، وَهُوَ غَالِبًا مُلَازِمٌ لِلِاشْتِرَاكِ فِي السِّنِّ ''[7]

طبقہ کی زمانی تحدید:

جب محدثین نے رواۃ کو طبقات میں تقسیم کیا تو یہ ایک اصطلاح کی صورت اختیار کر گئی، چنانچہ بعض علماء نے صحابہ کو ایک طبقہ، تابعین کو دوسرا طبقہ اور اتباع تابعین کو تیسرا طبقہ ٹھہرایا۔ اس تقسیم پر وہ اس حدیث نبوی سے استدلال کرتے ہیں:

''خيرُ القرون قرني، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم ''[8]

''سب سے افضل لوگ میرے زمانہ کے ہیں، پھر ان کے قریب والے اور پھر ان کے قریب والے''

اسی طرح کچھ محدثین صحابہ کرام کو کئی طبقات میں تقسیم کرتے ہیں اور پھر اسی طرح تابعین اور اتباع تابعین کو بھی متعدد طبقات میں تقسیم کرتے ہیں، لیکن قرن کتنے عرصے کو کہا جاتا ہے، اس میں اختلاف ہے، بعض کے ہاں سو سال اور بعض کے ہاں چالیس سال کا ہوتا ہے۔ حافظ ابن کثیر [9] لکھتے ہیں:

''فمن الناس من يرى الصحابة كلهم طبقة واحدة،ثم التابعون بعدهم كذلك...فذكر بعد قرنه قرنين أو ثلاثة.ومن الناس من يقسم الصحابة إلى طبقات،وكذلك التابعين فمن بعدهم ومنهم من يجعل كل قرن أربعين سنة''[10]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما[11] سے ایک قول کے مطابق طبقہ بیس سال کا ہوتا ہے۔ [12]

طبقہ کی مذکورہ تحدیدات متقدمین علماء کے یہاں نہیں ملتیں بلکہ آٹھویں صدی ہجری میں امام ذہبی [13] کے بعد اس کا استعمال عام ہوا ہے، اسی طرح طبقہ کی کسی خاص مدت کی تحدید اس وقت مفید ثابت ہوتی ہے جب اس پر علماء کا اتفاق ہو اور کتب رجال میں اس کا اعتبار کیا جاتا ہو، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہر مصنف کے یہاں طبقہ کی مدت الگ الگ ہے اور یہی چیز اس منہج پر ترتیب دی گئی کتابوں میں الجھن اور پریشانی کا اہم سبب ہے۔

امام محمد بن سعد کی مختصر سوانح:

محمد بن سعد بن منیع ابو عبد اللہ البصری، کاتب الواقدی [14] کے لقب سے معروف تھے کیونکہ طویل عرصہ تک ان کی مصاحبت میں رہے اور ان کے لیے لکھتے رہے۔[15] ولادت عراق کے مشہور شہر بصرہ میں 168 ہجری کو ہوئی اور وہیں پلے بڑھے۔ طلب علم کا آغاز بصرہ ہی سے کیا اور اکابرین علم کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔[16] اپنے شہر سے علمی تشنگی بجھانے کے بعد دیگر مقامات کا سفر کیا جن میں بغداد خاص طور سے قابل ذکر ہے، یہاں طویل عرصے تک آپ کا قیام رہا۔ اس کے علاوہ علمی اسفار کے لئے آپ نے جن دیار کا رخ کیا ان میں مکہ، مدینہ، کوفہ وغیرہ قابل ذکر ہیں اور وہاں کے اہل علم سے استفادہ کیا، حتی کہ ایک عظیم محدث، بے مثال مؤرخ، ماہر انساب اور امام جرح و تعدیل بن کر ابھرے۔[17] 230 ہجری میں باسٹھ (62) سال کی عمر میں بغداد میں وفات پائی۔ [18]

طبقات ابن سعد، ایک تعارفی جائزہ:

کتب تذکرہ ورجال میں یہ کتاب متعدد ناموں سے مشہور ہے: "الطبقات" "طبقات ابن سعد"[19] "الطبقات الکبیر" [20] اور "الطبقات الکبری" [21]۔ طبقات ابن سعد فن رجال کی بنیادی کتاب ہے جس میں سیرت رسول ﷺ، تذکرۂ صحابہ و تابعین پر توجہ دی گئی ہے۔ یہ کتاب ترتیب زمانی و مکانی دونوں اعتبار سے مرتب ہے۔ صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کو شہروں پر تقسیم کرکے طبقات کو مرتب کیا ہے۔ موضوعات کے اعتبار سے ترتیب یوں ہے:

جلد اول و دوم: سیرۃ النبی ﷺ

جلد سوم: مہاجرین اور انصار میں سے بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

جلد چہارم: مہاجرین اور انصار میں سے غیر بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

جلد پنجم: اہل مدینہ کے تابعین

جلد ششم: مکہ، طائف، یمن، یمامہ، بحرین اور کوفہ میں رہنے والے صحابہ و تابعین

جلد ہفتم: بصرہ، واسط، مدائن، خراسان، رے، ہمدان، قم، انبار، شام، جزیرہ، عواصم، ثغور، مصر، ایلہ، افریقہ اور اندلس میں رہنے والے صحابہ و تابعین

جلد ہشتم: تذکرہ صحابیات

طبقات ابن سعد علماء کی نظر میں:

امام ابن سعد کی یہ ضخیم اور کئی اعتبارات سے بے مثال کتاب "الطبقات الکبریٰ" تاریخی روایات کا مجموعہ ہے، اسے اس بناء پر رد نہیں کیا جاسکتا کہ ان کے استاد واقدی حدیث میں ضعیف اور متکلم فیہ ہیں اور نہ صرف اس بنیاد پر اس کتاب کی ہر روایت واجب القبول قرار دی جاسکتی ہے کہ خود ابن سعد ایک کثیر الحدیث، ثقہ اور معتبر راوی کا درجہ رکھتے تھے۔ آپ کی روایات کو حسب قاعدہ تنقیح کے بعد قبول بھی کیا جاسکتا ہے اور رد بھی کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ بات اس کتاب کی قدر و قیمت کو نہیں گھٹا سکتی کہ یہ ایک قدیم ترین اور تاریخی تذکرہ ہے جس کا اُس زمانے میں موجود کوئی دوسرا مجموعہ مقابلہ نہیں کرسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ امام ابن سعد کے بعد اربابِ سیر، تاریخ اور تذکرہ نے اس کو بڑا ہی مہتم بالشان ماخذ قرار دیا ہے اور پوری طرح اس سے استفادہ کیا ہے۔ طبقات ابن سعد کی تعریف و توصیف کے بارے میں حافظ خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

''صنف كتاباً كبيراً في طبقات الصحابة والتابعين، والخالفين إلى وقته فأجاد فيه وأحسن''[22]

''امام ابن سعد نے طبقات صحابہ و تابعین اور اپنے دور تک کے علماء کے متعلق ایک ضخیم، مفید، جامع اور بہترین کتاب لکھی''

حافظ ابن الصلاح فرماتے ہیں:

''وكتاب الطبقات الكبير لمحمد بن سعد كاتب الواقدي كتاب حفيل كثير الفوائد''[23]

''محمد بن سعد کاتب واقدی کی کتاب "الطبقات الکبیر" جامع اور کثیر الفائدہ کتاب ہے''

حافظ شمس الدین الذہبی [24] لکھتے ہیں:

''ومن نظر في (الطبقات)، خضع لعلمه''[25]

''جو "الطبقات" کو دیکھے گا۔ آپ کے (وسیع) علم کے لیے جھک جائے گا''

حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے:

''ومن أجلّ الكتب في هذا - يعني معرفة الطبقات - طبقات محمد بن سعد''[26]

''معرفت طبقات کی بہترین کتاب محمد بن سعد کی "الطبقات" ہے''

حافظ سخاوی فرماتے ہیں:

''والطبقات الكبير كتاب حفيل جليل كثير الفائدة''۔[27]

"الطبقات الکبیر بہترین، زبردست اور کثیر الفائدہ کتاب ہے"۔

خلیفہ کاتب چلپی لکھتے ہیں:

"كتاب الطبقات أعظم ما صُنف في طبقات الرواة"[28]

"طبقات رواۃ میں تصنیف ہونے والی سب سے عظیم "کتاب الطبقات" شمار ہوتی ہے ہے۔

عصر حاضر کے نامور محقق ڈاکٹر عجاج الخطیب لکھتے ہیں:

"يعتبر كتابه هذا من أوثق وأهم المصادر الإسلامية في التاريخ والرجال"[29]

"امام ابن سعد کی یہ کتاب تاریخ اور رجال کی اہم اور مستند مصادر میں شمار کی جاتی ہے۔"

الغرض طبقات ابن سعد کو قدیم ترین مآخذ میں ایک بلند مقام حاصل رہا ہے۔ اور نامور محدثین و مؤرخین نے اپنی کتابوں میں ابن سعد سے روایتیں نقل کی ہیں اور تنقیح و تائید کے بعد ان میں سے اکثر روایتوں کو قابل قبول قرار دیا ہے۔

امام ابن سعد کا "الطبقات" میں منہج:

طبقات رواۃ کے بارے میں یہ قدیم ترین اور جامع کتاب ہے۔ امام محمد بن سعد نے اس کتاب میں رسول اللہ ﷺ کے ترجمہ سمیت اپنے عہد تک کے 4725 تراجم جمع کیے ہیں، انہوں نے اپنی بساط کے مطابق کثیر تعداد میں تراجم جمع کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن پھر بھی بہت سے تراجم ان سے رہ گئے ہیں، اس کے باوجود یہ کتاب تراجم رواۃ کی وسیع ترین کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ ابن سعد نے احادیث، آثار، تراجم اور کثرت اسناد کے ذکر کرنے کا خصوصی اہتمام کیا ہے۔ کتاب الطبقات میں امام ابن سعد کا رواۃ کے حوالے سے منہج ذیل میں پیش خدمت ہے:

- راوی کے ترجمہ میں راوی کا نام، باپ اور دادا کا نام، کنیت، نسب اور بعض حالات میں ماں کا نام بھی نیز قبیلہ یا شہر کی طرف نسبت یا دونوں ذکر کرتے ہیں۔ جیسے سیدنا خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: خالد بن سعيد بن العاص بن امية بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصي، وأمه أم خالد بنت خباب بن عبد ياليل بن ناشب بن غيرة بن سعد بن ليث بن بكر بن عبد مناة بن كنانة. وكان لخالد بن سعيد من الولد سعيد، ولد بأرض الحبشة، درج، وأمه بنت خالد، ولدت بأرض الحبشة، تزوجها الزبير بن العوام، فولدت له عمرا، وخالدا، ثم خلف عليها سعيد بن العاص , وأمهما همينة بنت خلف بن أسعد بن عامر بن بياضة بن سبيع وليس لخالد بن سعيد اليوم عقب[30]
- راوی کا ذکر کرتے ہوئے اس کے بھائی، یا دیگر مشہور رشتہ داروں کا ذکر بھی کر دیتے ہیں۔ جیسے عبد الرحمٰن بن یزید بن جابر کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: عبد الرحمن بن يزيد بن جابر الأزدي وكان أكبر من أخيه يزيد بن يزيد بن جابر، ومات عبد الرحمن سنة أربع وخمسين ومائة، في خلافة أبي جعفر، وهو ابن بضع وثمانين سنة، وكان ثقة وأخوه يزيد بن يزيد بن جابر الأزدي وكان ثقة إن شاء الله، وكان أصغر من أخيه عبد الرحمن بن يزيد، ولكنه تقدم موته قبله، فمات يزيد بن يزيد سنة أربع وثلاثين ومائة، ولم يبلغ ستين سنة[31]

اسی طرح مسلم بن نذیر کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

''مسلم بن نذير السعدي من بني سعد وهو ابن عم عتي بن ضمرة السعدي الذي روى عن أبي بن كعب وقد روى مسلم بن نذير عن علي وحذيفة وكان قليل الحديث ويذكرون أنه كان يؤمن بالرجعة ''[32]

- **علمی اسفار، محل وفات اور دفن کی تفصیل، تاریخ وفات کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ جیسے ابراہیم بن سعد کے ترجمہ میں ذکر** ہے: إبراهيم بن سعد بن إبراهيم بن عبد الرحمن بن عوف الزهري ويكنى أبا إسحاق، وكان ثقة كثير الحديث، وربما أخطأ في الحديث، وقدم بغداد فنزلها هو وعياله وولده، وولي بها بيت المال لهارون أمير المؤمنين، ومات ببغداد سنة ثلاث وثمانين ومائة، ودفن في مقابر باب التبن[33]
- **بسا اوقات صاحب ترجمہ کا عہدہ بھی ذکر کرتے ہیں۔ جیسے** :أبو بشر مؤذن مسجد دمشق، مات سنة ثلاثين ومائة [34]
- **امام ابن سعد ہم عصر رواۃ میں اگر دوستی اور تعلق پایا جاتا ہو تو اس کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ جیسے لکھتے ہیں:**

'' النضر بن محمد المروزي وكان مقدما عندهم في العلم والفقه والعقل والفضل، وكان صديقا لعبد الله بن المبارك، وكان من أصحاب أبي حنيفة''[35]

- **صحابہ کرام کے تراجم میں مکان اقامت اور روایت کے لحاظ سے معلومات مہیا کرتے ہیں، بعض احادیث کی طرف اشارہ کرتے ہیں، غزوات اور فتوحات میں ان کی شرکت کا تذکرہ کرتے ہیں۔ سیدنا براء بن مالک رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں**: البراء بن مالك بن النضر بن ضمضم بن زيد بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدي بن النجار، شهد أحدا، والخندق، والمشاهد بعد ذلك مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، وكان شجاعا في الحرب، له نكاية- **پھر سیدنا انس سے روایت نقل کی ہے**: عن أنس بن مالك قال: دخلت على البراء بن مالك وهو يتغنى، ويرنم قوسه، فقلت: إلى متى هذا؟ فقال: «يا أنس، أتراني أموت على فراشي موتا؟ والله لقد قتلت بضعة وتسعين سوى من شاركت فيه» يعني من المشركين[36]
- **تراجم میں امام ابن سعد بہت اختصار سے کام لیتے ہیں، صرف اہم معلومات مہیا کرتے ہیں جیسے مشہور اساتذہ اور تلامذہ تاکہ راوی کے طبقہ کا تعین ہوسکے، بعض حالات میں راوی کی جسمانی، اخلاقی اور عقلی کیفیت بھی بیان کرتے ہیں، اور بعض اوقات راویوں کے عقائد و آراء کے بارے میں معلومات بہم پہنچاتے ہیں، لکھتے ہیں**: عباد بن صهيب الكليبي ويكنى أبا بكر، وقد كان طلب العلم وسمع من الناس، وكان قديما، ولكنه كان قدريا داعية فترك حديثه، وتوفي بالبصرة في شوال سنة اثنتي عشرة ومائتين في خلافة عبد الله بن هارون، وصلى عليه طاهر بن علي بن سليمان بن علي الهاشمي، وهو يومئذ والي البصرة[37]

اسی طرح ہوذہ بن خلیفہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

''هوذة بن خليفة بن عبد الله بن أبي بكرة ويكنى أبا الأشهب، وأمه الزهرة بنت عبد الرحمن ، وولد هوذة سنة خمس وعشرين ومائة، وطلب الحديث، وكتب عن يونس، وهشام، وابن عون، وابن جريج، وسليمان التيمي، وغيرهم، فذهبت كتبه، فلم يبق عندهم إلا كتاب عوف وشيء يسير لابن عون، وابن جريج، وأشعث، والتيمي، ومات هوذة ببغداد ليلة الثلاثاء لعشر ليال خلون من شوال

سنة ست عشرة ومائتين في خلافة المأمون، ودفن خارج باب خراسان، وصلى عليه ابنه، وكان رجلا طويلا أسمر، يخضب بالحناء''[38]

- بعض اوقات صاحب ترجمہ کے مناقب اور تعریفی اقوال، امتیازی اوصاف واعمال بھی ذکر کرتے ہیں۔ جیسے سیدنا عبداللہ بن مبارک کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

'' عبد الله بن المبارك ويكنى أبا عبد الرحمن، ولد سنة ثماني عشرة ومائة، وطلب العلم، فروى رواية كثيرة، وصنف كتبا كثيرة في أبواب العلم وصنوفه، حملها عنه قوم وكتبها الناس عنهم، وقال الشعر في الزهد والحث على الجهاد، وقدم العراق والحجاز والشام ومصر واليمن، وكان ثقة، مأمونا، إماما، حجة، كثير الحديث، ومات بهيت منصرفا من الغزو سنة إحدى وثمانين ومائة، وله ثلاث وستون سنة ''[39]

- امام ابن سعد راویوں کے بارے میں جرح وتعدیل بیان کرتے ہیں اور بعض کے بارے میں سکوت اختیار کرتے ہیں، اور کلمات جرح وتعدیل میں بہت احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ مثال کے طور پر فضیل بن عیاض التمیمی کے ترجمہ میں ان کی توثیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''كان ثقة ثبتا فاضلا عابدا ورعا كثير الحديث''[40]

اسی طرح بشر بن حرب پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: كان ضعيفا في الحديث [41]

- راوی کے بارے میں جرح یا تعدیل زیادہ تر خود کی ہے۔ بہت کم کسی امام کا قول ذکر کرتے ہیں۔ جیسے أَبُو الْمُهَزِّم کے بارے میں رقم طراز ہیں:

''وكان شعبة يضعفه''[42]

- امام ابن سعد کے اقوال جرح وتعدیل غالباً اعتدال پر مبنی ہوتے ہیں، بعض حالات میں سختی آجاتی ہے۔ عمرو بن ابی المقدام کے بارے میں لکھا ہے:

'' ليس عمرو عندهم في الحديث بشيء ومنهم من لا يكتب حديثه لضعفه ورأيه وكان متشيعا مفرطا ''[43]

- امام ابن سعد نے 1468 رواۃ کی تعدیل یا تجریح کی ہے۔ ان میں 1402 رواۃ کی توثیق اور 66 رواۃ پر جرح کی ہے۔ کثیر تعداد میں رواۃ حدیث کے بارے میں سکوت اختیار کیا ہے۔ یعنی جرح وتعدیل کے حوالے سے راوی پر کچھ کلام بھی ذکر نہیں کیا ہے۔
- راوی کے نام کے بارے میں اختلاف کی صورت میں اختلاف اور اس بارے میں اہل علم کے اقوال سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور اگر کسی نام میں وہم اور غلطی ہو تو اس کو بھی بیان کرتے ہیں اور تعارض کی صورت میں ترجیح دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر دیکھئے:

''مسروق بن الأجدع وهو عبد الرحمن بن مالك بن أمية ----- قال: أخبرنا عبد الرحمن بن محمد المحاربي، عن الشيباني، عن أبي الضحى، أن مسروقا، كان يكنى أبا أمية ، **پھر اس کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:** وهذا غلط أحسبه أراد سويد بن غفلة ثم قال: أخبرنا عبيد الله بن موسى، عن زكريا، عن

الشعبي، أن مسروقا كان يكنى أبا عائشة قال محمد بن سعد: وهذا أصح مما روى عبد الرحمن بن محمد المحاربي "[44]

- امام ابن سعد راوی کے ترجمہ بیان کرتے وقت اس کی کثرت اور قلّت روایت کو بھی بیان کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر دیکھئے:

"أبو شهاب الحناط واسمه عبد ربه بن نافع وكان ثقة كثير الحديث"[45]

بکر بن خنیس کی قلّت روایت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: قليل الحديث [46]

- امام ابن سعد روایت کی جگہ اور وقت کا تعین کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں تاکہ راوی اور اس کے استاد کے درمیان ملاقات کے امکان کو ثابت کیا جاسکے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب کو بلدان کی بنیاد پر تقسیم کیا ہے۔ جیسا کہ ہیثم بن خارجہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

"الهيثم بن خارجة ويكنى أبا أحمد، من أبناء أهل خراسان، من أهل مرو الروذ، نزل بغداد، وكان أتى الشام، فكتب من الشاميين وليث بن سعد، ثم رجع إلى بغداد، فلم يزل بها إلى أن مات يوم الاثنين لثماني ليال بقين من ذي الحجة سنة سبع وعشرين ومائتين "[47]

- محدثین کے علمی اسفار اور علمی مراکز میں آمد ورفت اور حج میں ملاقات کا تذکرہ کرتے ہیں۔ مشہور محدث مکی بن ابراہیم کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مكي بن إبراهيم البلخي ويكنى أبا السكن، توفي ببلخ سنة خمس عشرة ومائتين، وكان ثقة، وقدم بغداد يريد الحج، فحج ورجع، وحدث الناس في ذهابه ورجوعه، فكتبوا عنه، وكان ثبتا في الحديث "[48]

امام ابن سعد تاریخ وفات کو خصوصی اہمیت دیتے ہیں۔ اس کے برعکس تاریخ ولادت بہت کم ذکر کی ہے۔ اگر تاریخ وفات کا تعین نہ ہوسکے تو وفات کے زمانے کو کسی حادثے سے مربوط کردیتے ہیں تاکہ اس وقت کا تصور کیا جاسکے۔ جیسے سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"عقبة بن عامر بن عبس الجهني، ويكنى أبا عمرو صحب النبي صلى الله عليه وسلم، فلما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم، وندب أبو بكر الناس إلى الشام خرج عقبة بن عامر، فشهد فتوح الشام ومصر، وشهد مع معاوية صفين، ثم تحول إلى مصر، فنزلها، وابتنى بها دارا، وتوفي بها في آخر خلافة معاوية بن أبي سفيان، ودفن بالمقطم مقبرة أهل مصر "[49]

الغرض امام ابن سعد کی طبقات تذکرہ رجال کی قدیم ترین کتابوں میں سے ایک مہتم بالشان کتاب ہے۔ نہ صرف اس لیے کہ یہ ایک بہت ہی وسیع التذکرہ ہے بلکہ اس لئے بھی کہ یہ ایسے جزوی واقعات پر بھی مشتمل ہے جس کے ذکر سے دوسری کتابیں خالی ہیں۔ زمانہ مصنف کی عہد رسالت مآب ﷺ سے قربت اور ذکر اسناد کی شرط نے جہاں اس کتاب کو زمانہ مابعد کے اہل تحقیق کے لیے گنجینۂ علم بنایا ہے، وہیں ہر زمانے کے علماء نے اس کتاب کو اپنی آنکھوں سے بھی لگایا ہے۔

حواشی وحوالہ جات:

[1]الملک: 4

[2]الانشقاق: 19

[3]الصحاح فی اللغۃ: مادۃ طبق، المکتبۃ العصریہ، بیروت 1994م

[4]محمد بن مکرم بن علی، ابوالفضل، جمال الدین ابن منظور انصاری الرویفعی افریقی، 630ھ کو مصر میں پیدا ہوئے، لغت وعربیت کے عالم اور فاضل تھے۔ متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ طرابلس کے قاضی بھی رہے، 711ھ کو وفات پائی۔ (الاعلام 108/7، خیر الدین زرکلی، دارالعلم للملایین، بیروت 1974م۔

[5]لسان العرب: 79/12 ابن منظور الافریقی، دار إحیاء التراث العربی—بیروت

[6]محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد شمس الدین سخاوی، قاہرہ میں 831ھ کو پیدا ہوئے، حصول علم کے لئے بکثرت اسفار کیے، خصوصاً حافظ ابن حجر عسقلانی سے بہت استفادہ کیا۔ آپ نے بکثرت کتابیں تصنیف کیں۔ 902ھ کو مدینہ میں وفات پائی۔ (الاعلام 194/6، خیر الدین زرکلی، دارالعلم للملایین، بیروت 1974م)

[7]فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث: 351:3، محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی، نشر مطبعۃ الأعظمی، الہند۔

[8] صحیح البخاری: کتاب الشہادات، [52] باب لایشہد علی جوراذا شہد [9]، رقم [2656]

[9]اسماعیل بن عمر بن کثیر عمادالدین ابوالفداء الدمشقی۔ حافظ حدیث، مؤرخ اور فقیہ تھے۔ 701ھ کو دمشق میں پیدا ہوئے۔ طلب علم کے لیے لمبے لمبے اسفار کیے۔ متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ 774ھ کو وفات پائی۔ (البدر الطالع 53/1، محمد بن علی شوکانی، مطبعۃ السعادۃ، مصر 134ھ)

[10]اختصار علوم الحدیث: 230 حافظ ابن کثیر، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1432ھ

[11]عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب قرشی ہاشمی۔ 3 قبل ہجری کو پیدا ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کے عم زاد اور جلیل القدر صحابی ہیں۔ حبر الامۃ (امت کے عالم) اور ترجمان القرآن جیسے القاب سے نوازے گئے، 68ھ کو طائف میں وفات پائی۔ (اسد الغابہ 96/3، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1425ھ)

[12]لسان العرب: 80/12۔

[13]محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز، ابوعبداللہ شمس الدین ذہبی، حافظ، علامہ، محقق اور مؤرخ تھے۔ 673ھ کو دمشق میں پیدا ہوئے۔ طلب حدیث کے لیے بکثرت اسفار کیے۔ حافظ مزی اور ابن تیمیہ کے فیض یافتہ ہیں۔ جملہ علوم وفنون میں متعدد کتابیں تصنیف کیں اور اسماء الرجال کے ائمہ میں شمار ہونے لگے۔ 748ھ کو دمشق ہی میں وفات پائی۔ (الدرر الکامنۃ 336/3، مجلس دائرۃ المعارف العثمانیۃ۔ حیدرآباد/الہند)

[14]محمد بن عمر بن واقد الواقدی البغدادی، 130ھ کو پیدا ہوئے۔ معروف مؤرخ اور سیر ومغازی کے امام تھے، حدیث میں ضعیف شمار کیے جاتے ہیں، طلب حدیث کے لیے بکثرت اسفار کیے۔ 230ھ کو وفات پائی۔ (سیر اعلام النبلاء، 455/9)

[15]سیر أعلام النبلاء، 664/10۔

[16]تاریخ بغداد، 321/5۔

[17]نفس مصدر۔

[18]طبقات ابن سعد 364/7، تاریخ بغداد 322/5، وفیات الاعیان 352/4، تہذیب الکمال 255/25، تذکرۃ الحفاظ 425/2، سیر اعلام النبلاء: 664/10، تہذیب التہذیب 182/9، شذرات الذہب 69/2، المکتب التجاری للطباعۃ والنشر، بیروت۔

[19]الکامل فی التاریخ: 18/7، مجدالدین ابن اثیر، دارالکتب العلمیہ بیروت، مرآۃ الجنان 10/2، النجوم الزاہرۃ 258/2

[20]الاعلام: 6/7، خیر الدین زرکلی، دارالعلم للملایین، بیروت 1974۔

[21]تاریخ بغداد: 321/5۔ وفیات الاعیان: 351/4۔

[22]تاریخ بغداد 321/5۔

[23]مقدمہ ابن الصلاح: 287، حافظ ابوعمرو ابن الصلاح، دارالکتب العلمیہ بیروت۔

[24] محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز، ابوعبداللہ شمس الدین ذہبی، حافظ، علامہ، محقق اور مؤرخ تھے۔673ھ کو دمشق میں پیدا ہوئے۔ طلب حدیث کے لیے بکثرت اسفار کیے۔ حافظ مزی اور ابن تیمیہ کے فیض یافتہ ہیں۔ جملہ علوم وفنون میں متعدد کتابیں تصنیف کیں اور اسماء الرجال کے ائمہ میں شمار ہونے لگے۔748ھ کوٗ دمشق ہی میں وفات پائی۔ (الدرر الکامنہ 336/3، مجلس دائرۃ المعارف العثمانیۃ- حیدر اباد/الھند)

[25] سیر أعلام النبلاء:665/10۔

[26] الباعث الحثیث فی اختصار علوم الحدیث : 37، حافظ ابن کثیر/احمد محمد شاکر، دار الکتب العلمیہ بیروت 1430ھ۔

[27] فتح المغیث : 390/3، شمس الدین سخاوی، نشر مطبعۃ الأعظمی، الھند۔

[28] کشف الظنون 2/۔1099

[29] السنۃ قبل التدوین: 273، ڈاکٹر عجاج خطیب، دار الکتب العربیہ، بیروت۔

[30] طبقات ابن سعد: 94/4۔

[31] نفس مصدر: 466/7۔

[32] نفس مصدر: 228/5۔

[33] نفس مصدر: 322/7۔

[34] نفس مصدر: 465/7۔

[35] نفس مصدر: 373/7۔

[36] نفس مصدر: 17/7۔

[37] نفس مصدر: 297/7۔

[38] نفس مصدر: 339/7۔

[39] نفس مصدر: 372/7۔

[40] نفس مصدر: 500/5۔

[41] نفس مصدر: 233/7۔

[42] نفس مصدر: 238/7۔

[43] نفس مصدر: 383/6۔

[44] نفس مصدر: 76/6۔

[45] نفس مصدر: 391/6۔

[46] نفس مصدر: 311/6۔

[47] نفس مصدر: 490/7۔

[48] نفس مصدر: 373/7۔

[49] نفس مصدر: 498/7۔